بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ

محمد وآلہ الطاہرین

ثقۃ الاسلام کے حالات

ان کا نام "محمد" کنیت "ابو جعفر" تھی، یعقوب بن اسحاق الرازی کے صاحبزادے اور علان الکلینی کے بھانجے تھے۔

کلین جو رے میں ایک قریہ ہے وہاں کے رہنے والے تھے ان کے باپ یعقوب بن اسحاق کا وہاں مقبرہ بنا ہوا ہے جو مشہور مزار ہے۔

ثقۃ الاسلام کی نشو و نما و تعلیم کے حالات کا پتہ نہیں چلا مگر خیال ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے ماموں ابوالحسن علی بن ابراہیم بن ابان الرازی الکلینی سے جو علان کلینی کے ساتھ مشہور ہیں تعلیم حاصل کی ہوگی اس لیے کہ علان الکلینی فاضل اور صاحب تصانیف تھے، ان کے مصنفات میں کتاب اخبار القائم ہے۔

علان کلینی مکہ معظمہ کے راستہ میں[1] قتل کئے گئے، انھوں نے حضرت صاحب الامر سے حج کے لیے مکہ معظمہ جانے کی اجازت مانگی تھی جس کے بعد حضرت کا فرمان صادر

---

[1] رجال نجاشی ۱۲

ہوا کہ اس سال مکہ جانے سے توقف کرو، انھوں نے مخالفت کی (اور مکہ چلے گئے) جس کا
نتیجہ یہ ہوا کہ راستہ میں قتل کر دیے گئے، ثقۃ الاسلام اپنے ماموں سے روایت بھی کرتے ہیں۔
بہر حال ثقۃ الاسلام کی تعلیم کے حالات بہت کچھ مجہول ہیں اس کا پتہ
نہیں چلتا کہ انھوں نے کن بزرگواروں سے پڑھا اور کہاں، مگر یہ حقیقت ہے کہ یہ
اپنے زمانہ میں سرآمد علماء تھے ان کا شہرہ بھی دور دور تھا دور دراز کے بعض شیعوں
نے ان سے کتاب کافی لکھنے کی فرمائش کی تھی جس پر انھوں نے اس کتاب کی تالیف کیا۔
ثقۃ الاسلام نے غیبت صغریٰ کے زمانہ میں کافی کو بکمال احتیاط بیس سال کے
عرصہ میں تصنیف کیا ہے، اس زمانہ میں سفراء امام عصر کے توسط سے مومنین اپنے مطالب
کو امام کی خدمت میں عرض کرتے تھے ان کے علاوہ وکلاء بھی تھے مومنین سے مال خمس
وذکوٰۃ وصول کر کے امام کی خدمت میں پہونچاتے تھے، ثقۃ الاسلام بغداد میں سفراء کے
پاس رہتے تھے، اور احادیث کے متعلق بحث ومباحثہ اور تنقید کا اچھا خاصہ موقع تھا
ان کو غیبت صغریٰ کا زمانہ مل گیا تھا، اسی زمانہ میں انھوں نے کافی کو بیس سال کی
محنت اور عرق ریزی میں تالیف کیا، بعض حضرات سے تو یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ کافی
حضرت صاحب الامر کے حضور میں بھی پیش ہوئی اور حضرت نے اُسے ملاحظہ فرما کر ارشاد
فرمایا کہ ——— یہ کتاب ہمارے شیعوں کے لیے کافی ہے۔
اگر چہ کافی کا امام عصر کے حضور میں پہونچنا اور حضرت کا اس کے متعلق یہ ارشاد
فرمانا کہ یہ کتاب ہمارے شیعوں کے لیے کافی ہے پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچا مگر اس امر میں کوئی
شبہ بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ کتاب شیعوں کے لیے اسم بامسمیٰ کافی ہے اس لیے کہ مذہب شیعہ کے
تمام ضروریات کے متعلق احادیث کا ذخیرہ اس میں موجود ہے خواہ وہ ضروریات اصول دین

سے ہوں یا فروع دین سے یا اخلاق و معاشرت سے، ہر شخص اس کتاب کے مطالب پر نظر کر کے اس نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے کہ یہ کتاب علوم کا ایک ذخار دریا ہے جس میں غوطہ لگا کر بے شمار زر و جواہر حاصل کیئے جا سکتے ہیں، اس کتاب نے ثقۃ الاسلام کی جلالت قدر اور تبحر علمی کو روز روشن کی طرح واضح و آشکار کر دیا ہے اور ان کی علمی دستگاہ کا ہر موافق و مخالف کو اعتراف کرنا پڑا۔

ثقۃ الاسلام کی تصنیفات میں کافی آخری تصنیف ہے ان کے مصنفات میں کافی کے علاوہ حسب ذیل کتابیں بھی ہیں۔

۱۔ کتاب الرد علی القرامطہ۔ ۲۔ کتاب رسائل الائمہ۔ ۳۔ کتاب تعبیر الرویا۔
۴۔ کتاب الرجال۔ ۵۔ کتاب قیل فی الائمۃ من الشعر۔

وفات ثقۃ الاسلام نے شعبان ۳۲۹ھ میں انتقال کیا یہ سنہ تناثر النجوم[1] کہلاتا ہے، ابو الحسن علی بن محمد السمری جو امام عصر کے آخری سفیر تھے اُنھوں نے بھی اسی سنہ میں انتقال فرمایا۔ فہرست شیخ طوسی میں ثقۃ الاسلام کا سنہ وفات ۳۲۸ھ تحریر ہے۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ بغداد کے بعض حکام نے جب دیکھا کہ لوگ قبور ائمہ کی زیارت کے دلدادہ ہیں تو اُس نے عداوت سے امام کی قبر کھودنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ رافضیوں کے خیال کی بنا پر وہ صاحب فضل و شرف ہیں تو قبر میں موجود ہوں گے ورنہ ہم لوگوں کو قبور ائمہ کی زیارت سے منع کر دیں گے پس حاکم بغداد سے کسی شخص نے یا ایک قول کی بنا پر اس کے وزیر نے کہا کہ شیعہ اپنے علماء کے بارے میں بھی اس امر کے مدعی ہیں جیسے

---

[1] تارے ٹوٹنے کا سال ۱۲

یعنی بغداد ؟

۵

ائمہ کے بارے میں مدعی ہیں اور یہاں ان کے ایک مشہور عالم مدفون ہیں جن کا نام محمد بن یعقوب کلینی ہے اور ان علمائے شیعہ سے ہیں جن پر شریعت کا دارومدار ہے لہذا آزمائش کے لیئے اُن کی قبر کھودنا کافی ہے پس حاکم بغداد نے ان کی قبر کھودنے کا حکم دیا چنانچہ قبر کھودی گئی تو ان کو قبر میں اسی طرح پایا گویا ابھی دفن کئے گئے ہیں۔ پھر اُس حاکم نے ایک بڑا قبہ ان کی قبر پر بنوادیا اور ان کی قبر کے احترام و تعظیم کا حکم دیا۔ اور ان کی قبر ایک زیارت گاہ ہوگئی۔

صاحب کافی علماء اہلسنّت کی نظر میں

اہلسنت و جماعت کے بڑے بڑے علماء نے صاحب کافی کی علمی جلالت قدر کا اعتراف کیا ہے بلکہ بعض نے تو ان کو تیسری صدی کے مجددین شریعت میں شمار کیا ہے جو اُن کی انتہائی جلالت قدر پر روشنی ڈالتا ہے۔

۱۔ علّامہ طیبی جو اہلسنّت و جماعت کے مشہور عالم ہیں اور علوم عربیہ و معقولات اور معانی بیان میں توامام زمانہ اور علّامہ وقت مانے گئے ہیں وہ شرح مصابیح میں آنحضرتؐ کی حدیث :-

ان اللہ عزّ وجلّ یبعث لھذہ الامّۃ علی راس کلّ مأۃ سنۃ من یجدد ھا

خداوند عالم اس امت کے لیئے ہر صدی کے شروع میں کوئی نہ کوئی مجدد شریعت مبعوث فرماتا ہے۔ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں :-

اس حدیث میں علماء نے اختلاف کیا ہے کہ اس مجدد سے کیا مراد ہے۔

سلہ از روضات الجنات ۱۲۔

ہر ایک نے من یبعث دھا کا مشار الیہ اپنے مذہب کے موافق قائم کر کے اونچا کر دیا ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ حدیث کو عموم پر محمول کیا جائے اس لئے کہ لفظ من جو حدیث میں ہے وہ واحد اور جمع دونوں کے لئے بولا جاتا ہے بلکہ فقہا کے ساتھ بھی مخصوص نہیں ہے اس لئے کہ اس گروہ سے اگرچہ اُمت بہت کچھ فائدہ اُٹھاتی ہے مگر ساتھ ہی اس کے اولی الامر اصحاب حدیث قرّاء اور واعظین و زہّاد سے اُمت بہت منتفع ہوتی ہے کیونکہ دین اور قوانین سیاست کی حفاظت عدل و انصاف جاری کرنا اولی الامر کا وظیفہ ہے اور قرّاء و اصحاب حدیث سے یہ فائدہ ہے کہ وہ قرآنی آیات و احادیث کو، جو احکام شریعت کے ماخذ و دلیل ہیں منضبط کرتے ہیں اور واعظین و زہّاد اپنے مواعظ سے فائدہ پہونچاتے پرہیزگاری اور ترک دنیا کی طرف رغبت دلاتے ہیں اس بنا پر جس مجدد کی طرف حدیث میں اشارہ ہے چاہیئے کہ وہ فقہ کے ساتھ مخصوص نہ ہو بلکہ ہر صدی کے شروع میں ہر فن کا ایک مجدد مبعوث ہو۔

اس کے بعد علّامہ موصوف نے پہلی اور دوسری صدی کے مجدّدین کا تذکرہ کر کے تیسری صدی کے مجدّدین کے متعلق تحریر کیا ہے کہ

اور تیسری صدی کے اولی الامر میں "المقتدر باللہ" اور فقہا میں ابو العباس شریح الشافعی، ابو جعفر الطحاوی الحنفی، ابن حلال الحنبلی، ابو جعفر الرازی الامامی اور متکلمین میں ابو الحسن الاشعری اور قرّاء میں ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مجاہد اور محدثین میں ابو عبد الرحمان النسائی مجدد ہوئے۔

بعد ازاں چوتھی اور پانچویں صدی کے مجددین کو بتا کر تحریر کیا ہے کہ

یہ سب لوگ اس اُمت میں مشہور و معروف ہوئے ہیں۔

علامہ طیبی نے تیسری صدی کے مشہور فقہاء میں جن کو اس صدی کا مجدد شریعت بتایا ہے، ابو جعفر الرازی الامامی کا بھی تذکرہ کیا جن سے ثقۃ الاسلام ابو جعفر محمد بن یعقوب الکلینی الرازی مراد ہیں۔

۲۔ ابن اثیر جزری نے کتاب "جامع الاصول" میں تحریر فرمایا ہے کہ۔[۵]

ابو جعفر محمد بن یعقوب الرازی مذہب اہلبیتؑ میں پیشوا اور امام گزرے ہیں،
ان کے مذہب کے بڑے عالم اور ان کے نزدیک مشہور عالم ہیں، اور ان کا ذکر ان
لوگوں میں ہوا ہے جو تیسری صدی کے مجدد شریعت تھے۔

۳۔ حافظ ابو الفضل شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن علی بن حجر العسقلانی جو علماء اہلسنت میں جلیل القدر عالم گزرے ہیں اور خصوصیت سے علم حدیث میں نہایت باکمال اور یکتائے زمانہ سمجھے جاتے ہیں بہت سی کتابوں کے مصنف بھی ہیں کتاب تبصیر میں لکھتے ہیں کہ[۶]

ابو جعفر محمد بن یعقوب الکلینی مقتدر باللہ کے زمانہ میں شیعوں کے رؤساء
فضلاء سے ہیں اور وہ کلین کی طرف منسوب ہیں جو عراق میں ایک قریہ ہے۔

صاحب کافی علماء شیعہ کی نظر میں

۱۔ ابو العباس احمد بن علی بن احمد بن العباس النجاشی اپنی رجال کی مشہور مستند کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

محمد یعقوب بن اسحاق ابو جعفر الکلینی الرازی تھے، رے میں اپنے زمانہ

---

[۵] روضات الجنات ۱۲ [۶] روضات الجنات ۱۲

کے علماء میں شیخ اور ان سے ممتاز تھے اور حدیث میں تمام علماء سے زیادہ
باوثوق اور محل اعتماد تھے۔

۲۔ شیخ الطائفہ محمد بن الحسن بن علی الطوسی جو علماء شیعہ میں بڑے جلیل القدر
اور متبحر عالم گزرے ہیں اور حدیث میں بڑے ماہر تھے کتب اربعہ میں ان کی دو
کتابیں جو نہایت مشہور اور معتبر ہیں وہ ثقۃ الاسلام کے متعلق اپنی فہرست میں تحریر
فرماتے ہیں کہ وہ:۔

محمد بن یعقوب الکلینی ثقہ اور احادیث کی معرفت رکھنے والے ہیں۔

اور کتاب رجال میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ:۔

محمد بن یعقوب الکلینی جلیل القدر احادیث کے جاننے والے ہیں۔

۳۔ عزۃ الملۃ والدین حسین بن عبدالصمد بن محمد الحارثی الہمدانی العاملی الجبعی جو بڑے
متبحر عالم اور شیخ بہائی کے والد تھے کتاب الدرایہ میں ثقۃ الاسلام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں

ابوجعفر محمد بن یعقوب الکلینی اپنے زمانہ کے شیخ اور سرآمد علماء و عقلا تھے۔ حدیث
میں تمام علماء سے زیادہ موثق اور سب سے زیادہ حدیث پرکھنے والے اور سب سے
زیادہ حدیث کی معرفت رکھنے والے تھے۔

۴۔ مولانا محمد تقی بن مقصود علی المجلسی الاصفہانی جو ملا محمد باقر مجلسیؒ کے والد ہیں
اور زبردست عالم ہیں اور حدیث کی مشہور کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کے شارح
بھی ہیں جس کا نام روضۃ المتقین فی شرح اخبار الائمۃ المعصومین۔
ذوالمنن موصوف ثقۃ الاسلام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ[۱]:۔

---

[۱] روضات الجنات ۱۲۔

اقوالِ علماء کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کلینی پر سب سے زیادہ وثوق
و اعتماد ہے، اور ان کے بعد صدوق پر اور اُن کے بعد شیخ ابوجعفر طوسی پر
اگرچہ شیخ ابوجعفر طوسی کا فضل و شرف پوشیدہ نہیں ہے اور مثل ان کے کسی
عالم کے لیے فضل و شرف نہیں لیکن بوجہ کثرت تصانیف کبھی اُن سے یا
اُن کی کتاب کے لکھنے والوں سے سہو بھی واقع ہو جاتا ہے، بخلاف کلینی کے کہ
اُنھوں نے اس ایک کتاب (کافی) کو بیس برس کے عرصہ میں تصنیف کیا۔

۵۔ محمد باقر بن الحاجی امیر زین العابدین الموسوی الخوانساری روضات
الجنات فی احوال العلماء والسادات میں ثقۃ الاسلام کے حالات لکھتے ہیں:۔
ثقۃ الاسلام کی شان ایسی اجل و ارفع ہے کہ وہ فریقین کے علماء پر مخفی رہنے
کے قابل نہیں ہے اور یہ صاحب نظر کے نزدیک ان کا فضل و شرف ایسا
واضح ہے جس کی روشنی بادلے درمیان سے محو نہیں ہو سکتی، یہ بزرگوار حقیقت
میں آئین اسلام اور طریقت میں بڑے بڑے علماء کے ہادی و راہبر اور شریعت
میں جلیل القدر ہیں۔

ان کے ثقہ اور قابل اعتماد ہونے میں کسی ایک شخص کو بھی کلام نہیں ان کا
پیشوایان دین کے نزدیک عظیم المنزلت ہونا مسلم ہے۔ ان کے فضل و شرف کے لیے یہ
امر کافی ہے کہ علمائے فرقۂ امامیہ نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ وہ محمدین ثلاثہ[۵] میں

---

[۵] محمدین ثلاثہ یہ ہیں۔
۱۔ ثقۃ الاسلام ابوجعفر محمد بن یعقوب الرازی الکلینی صاحب کتاب کافی
۲۔ ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی الملقب بالصدوق صاحب من لایحضرہ الفقیہ
۳۔ شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن الحسن بن علی الطوسی صاحب کتاب تہذیب الاحکام و کتاب الاستبصار
و او ہیں چونکہ تینوں کا نام محمد ہے اس لیے اُن کو محمدین ثلاثہ کہتے ہیں ۱۲

جنھوں نے کتب اربعہ کو تصنیف و تالیف کیا ہے اور شریعت مطہرہ کے مؤسس ہیں (ثقۃ الاسلام) سب سے زیادہ ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

کافی علمار شیعہ کی نظر میں

۱۔ شمس الملۃ والدین ابو عبداللہ محمد بن الشیخ جمال الدین المکی العاملی الجزینی جو جلیل القدر عالم متبحر تھے اور شہید اول مشہور ہیں انھوں نے اپنے اجازہ میں جو شیخ فقیہ علی بن الخازن الحائری کو عطا فرمایا تھا کتاب کافی کے متعلق تحریر فرمایا تھا کہ کافی کے مثل فرقۂ امامیہ میں کوئی کتاب تیار نہیں ہوئی۔

۲۔ الشیخ الاجل زین الدین بن علی بن احمد بن محمد بن علی ——— جمال الدین الجبعی العاملی جو شہید ثانی کے ساتھ مشہور ہیں اور جن کی جلالت قدر رفعت شان تبحر علمی فضل و کمال کا موافق و مخالف سب کو اعتراف ہے وہ کافی کے متعلق شرح درایۃ الحدیث میں تحریر[۱] فرماتے ہیں کہ

احکام شریعت کا ان چارسو مصنفات پر دار مدار تھا جن کو چارسو مصنفین نے حدیث میں لکھا تھا اور ان کا نام اصول اربعماۃ رکھا تھا انھیں پر ان کا اعتماد تھا، پھر حوادث زمانہ سے اکثر اصول ناپید ہو گئے اور ان اصول کو علما کی ایک جماعت نے لوگوں کی سہولت کے لیے بطور خلاصہ مخصوص کتابوں میں جمع کر لیا، اور جن کتابوں میں یہ اصول جمع کیے گئے ان سب میں محمد بن یعقوب کلینی کی کافی اور شیخ ابوجعفر طوسی کی تہذیب بہتر ہے۔

۳۔ الشیخ الجلیل علی بن عبدالعالی الکرکی العاملی جو بڑے پایہ کے عالم تھے اس

---

[۱] روضات الجنات ۱۲ [۲] روضات الجنات ۱۲۔

اجازہ میں جو انھوں نے قاضی صفی الدین عیسیٰ کو عطا فرمایا تھا تحریر فرمایا ہے کہ:

جن روایات کا میں اجازہ دیتا ہوں منجملہ ان کے، الشیخ الامام السعید الحافظ المحدث الثقہ جامع احادیث اہل البیت ابی جعفر محمد بن یعقوب الکلینی کے تمام مصنفات و مرویات ہیں۔ وہ (ابوجعفر) حدیث کی ایک بڑی کتاب کافی کے مصنف ہیں جس کے مثل کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی (الیٰ ان قال) اس کتاب میں شریعت کی احادیث اور دین کے اسرار اس قدر جمع ہیں جو اس کے علاوہ کسی اور کتاب میں نہیں ہیں۔

۴۔ العلامۃ الفہامہ مولانا محمد باقر بن محمد تقی بن مقصود علی الاصفہانی جو علامہ مجلسی مشہور ہیں جن کے تبحر کا زمانہ معترف ہے، ان کے مصنفات میں صرف بحار الانوار ہی ایک ایسی کتاب ہے جو ان کے کمال علمی پر شاہد عادل ہے۔ بڑے باکمال اور وسیع النظر تھے احادیث پر بہت اطلاع رکھتے تھے کافی کے متعلق اپنے خیالات کا ان الفاظ میں اظہار فرمایا ہے کہ:-

کافی میں "اصول" سب کتابوں سے زیادہ منضبط اور جمع ہیں اور وہ (کافی) فرقہ ناجیہ کے تمام تالیفات سے بہتر اور بزرگ ہے۔

۵۔ مولانا الشیخ خلیل بن غازی القزوینی جنھوں نے کافی کی ایک شرح عربی میں کی ہے اور فارسی میں اسکا ترجمہ کیا ہے وہ کافی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ

حق یہ ہے کہ احادیث اہلبیت علیہم السلام کی کتابوں میں کافی سب کتابوں سے عمدہ کتاب ہے۔

سلہ روضات الجنات ۴

کافی کی مقبولیت

کافی کو جس قدر قبولیت عامہ حاصل ہوئی وہ کسی زیادہ بیان کی محتاج نہیں، ہر زمانہ کے علماء خواہ وہ متقدمین ہوں یا متأخرین سب اسکو انتہائی وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے اور اپنے معمولات میں اسی کی طرف رجوع کرتے تھے، جب یہ کتاب تصنیف ہوئی ہے اس وقت سے آج تک اسکی مقبولیت یکساں رہی، تمام علماء کا دار و مدار اسی کتاب پر رہا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس سے زیادہ جامع اور کوئی کتاب تصنیف بھی نہیں ہوئی اسی لیئے اس کی طرف توجہ زیادہ رہی اور ہے' علماء نے اس کی بہت کچھ خدمت بھی کی اس کی درس و تدریس ہوتی تھی اور اسکی روایت کے اجازے دیے جاتے تھے بڑے بڑے علماء نے اس پر حواشی بھی لکھے، اس کی مشکلات کو حل کرنے کے لیئے کتابیں لکھیں اور اس کی شرحیں تحریر کیں دوسری زبانوں میں اس کے تراجم بھی کیئے گئے تاکہ اس کا نفع عام ہو اور ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکے، اس مقام پر ہم بعض علماء کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں جنھوں نے اس کے حواشی یا شرحیں تحریر کیں یا جنھوں نے اس کے دوسری زبانوں میں ترجمہ کیئے

کافی کے محشی اور شارحین | بہت سے علماء نے کافی پر حاشیہ تحریر کیئے اور اس کی شرح کی جن میں سے بعض کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ الشیخ محمد بن الحسن بن زین الدین (الشہید الثانی) العاملی۔

یہ متبحر عالم تھے، بڑے فقیہ اور محدث تھے ان کی بہت سی تصنیفات ہیں، حدیث کی مشہور کتاب "تہذیب الاحکام" اور "استبصار" کے شارح بھی تھے، شاعری سے بھی شوق تھا انکا ایک دیوان بھی ہے، جلیل القدر عالم اور خوش تقریر تھے

انھوں نے اصول کافی پر ایک حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔

۲۔ الشیخ علی بن محمد بن الحسن بن زین الدین الشہید الثانی العاملی الجبعی۔

یہ بھی بڑے متبحر عالم گذرے ہیں، ان کی تصنیفات میں بہت سی کتابیں ہیں انھوں نے کافی کی شرح لکھی جس کا نام "الدر المنظوم فی کلام المعصوم" ہے یہ شرح مکمل نہ ہو سکی صرف ایک جلد میں "کتاب العقل و کتاب العلم" شائع ہوئی۔

۳۔ السید بدرالدین بن احمد الحسینی العاملی الانصاری۔

یہ شیخ بہائی کے شاگرد رشید تھے اور خود بھی بڑے عالم تھے، طوس میں مدرس تھے مشکل احادیث پر ان کے بہت سے حواشی ہیں۔ انھوں نے ایک لطیف حاشیہ اصول کافی پر بھی تحریر فرمایا ہے۔

۴۔ مولانا محمد امین الاسترآبادی۔

یہ بھی بڑے فاضل اور محدث تھے، انھوں نے بھی "اصول کافی" اور تہذیب کی شرح شروع کی (مگر شاید تمام نہ کر سکے)

۵۔ السید الاجل محمد باقر بن شمس الدین محمد الحسینی الاسترآبادی

یہ میر باقر داماد مشہور ہیں معقولات و منقولات دونوں میں ید طولیٰ خاص تھا، ہر فن میں کامل دستگاہ رکھتے تھے، منطق و فلسفہ میں تو یگانۂ روزگار تھے، الافق المبین ان کی مشہور کتاب ہے جو ان کے کمال علم پر دلیل روشن ہے، یہ شیخ بہائی کے معاصر تھے اور صدرالدین محمد الشیرازی جو ملا صدرا مشہور ہیں ان کے شاگرد تھے، یہ کثیر التصانیف تھے، انھوں نے حدیث کی مشہور کتاب "استبصار" کی بھی شرح کی ہے اور من لایحضرہ الفقیہ پر بھی حواشی لکھے ہیں۔

انھوں نے کافی پر بھی حواشی تحریر کئے ہیں اور ان کی کتاب "الرواشح السماویہ فی شرح الاحادیث الامامیہ" کافی کی شرح میں مشہور کتاب ہے، یہ کتاب طبع ہو چکی ہے اور رامپور کے کتب خانہ میں موجود ہے جس میں کافی کے خطبہ اور دیباچہ کی شرح ہے اس کے ۳۹ رواشح ہیں جن میں فن حدیث کے متعلق بہترین ذخیرہ ہے۔

۶۔ صدرالدین محمد بن ابراھیم الشیرازی۔

یہ ملا صدرا مشہور ہیں، بڑے زبردست عالم تھے، حکمت میں مہارت تامہ رکھتے تھے، صدرا ان کی مشہور تصنیف ہے۔

کافی کی بھی انھوں نے شرح کی ہے۔

رامپور کے کتبخانہ میں اس کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے جو کافی کے کتاب العقل اور کتاب العلم کی شرح ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شارح نے کتاب العقل اور کتاب العلم کی شرح کو ۱۰۴۴ھ میں تمام کیا۔

۷۔ حسام الدین محمد صالح بن احمد المازندرانی

یہ مشہور عالم تھے، ملا محمد تقی کے داماد اور ملا باقر مجلسی کے بہنوئی تھے بڑے فقیہ اور محدث تھے ان کی تصنیفات میں بہت سی کتابیں ہیں، حدیث کی مشہور کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کی بھی انھوں نے شرح کی ہے۔

انھوں نے اصول کافی کی بھی لطیف شرح کی ہے جو نہایت اچھی شرح ہے کہیں کہیں ملا صدرا الشیرازی کی شرح پر اعتراض بھی کیا ہے۔

رامپور کے کتب خانہ میں اس شرح کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے جس میں

"کتاب العقل والعلم"۔ اور کتاب التوحید کی شرح ہے۔

علامۂ موصوف کمال درجہ محتاط تھے، اُنھوں نے فروع کافی کے احادیث کی شرح صرف اس خیال سے نہیں کی کہ شاید ان کو مرتبہ اجتہاد حاصل ہو حالانکہ اصول کی ہی شرح اس امر کو بتاتی ہے کہ علم فقہ میں ان کو کیا رفیع مرتبہ حاصل تھا۔

۸۔ رفیع الدین محمد بن السید حیدر الحسنی الطباطبائی۔

یہ میرزا رفیعا نائینی مشہور ہیں۔ ان کا شمار بھی جلیل القدر علماء میں ہے یہ علامۂ مجلسی کے شیوخ سے ہیں، ان کی تصنیف سے کئی کتابیں ہیں۔

اُنھوں نے اصول کافی کی شرح بھی لکھی مگر تمام نہ ہوئی، رامپور کے کتب خانہ میں اس کا ایک قلمی نسخہ ہے جو ابتدا سے "کتاب التوحید باب المعانی الاسماء واشتقاقها" تک ہے۔

علامہ موصوف نے کتاب العقل، کتاب العلم، کتاب التوحید اور کتاب الحجۃ کی شرح کی ہے یہ شرح ایک حاشیہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

۹۔ مولانا الشیخ خلیل بن غازی القزوینی

یہ مشہور عالم ہیں، شیخ بہائی اور میر باقر داماد کے شاگرد ہیں، ان کا مسلک اخباری تھا اُنھوں نے فخر العلماء خلیفہ سلطان الحسینی الملقب بسلطان العلماء کے ارشاد سے ۱۰۶۴ھ میں کافی کی شرح لکھنا شروع کر دی جس کا نام "شافی فی شرح الکافی" رکھا۔ یہ شرح وہ مکمل نہ کر سکے اور صرف ابواب طہارت شرح کی۔

۱۰۔ مولانا محمد باقر بن محمد تقی بن مقصود علی الاصفہانی

یہ علامۂ مجلسی مشہور ہیں، بڑے متبحر اور جلیل القدر عالم تھے۔ ان کے تبحر علمی

کا ہر شخص معترف ہے علم حدیث میں تو یہ امام وقت ہی تھے، انھوں نے احادیث
اور علوم شرعیہ کی جس قدر اشاعت کی وہ اپنی آپ ہی نظیر ہے یہ ایک ناقابل انکار
حقیقت ہے کہ انھوں نے اپنے زمانہ میں علوم کے دریا بہا دیے اور احادیث کی تو
اس قدر خدمت کی کہ شاید ہی کسی نے کی ہو۔

فارسی میں ترجمے کیئے، حدیث میں ان کی کتاب "بحار الانوار" بڑی مکمل و
مبسوط کتاب ہے جو علامہ موصوف کے محدث کامل ہونے پر شاہد عدل ہے۔

علامہ موصوف نے کافی کی شرح بھی کی ہے جس کا نام مرأة العقول فی
شرح اخبار الرسول ہے۔ یہ شرح نہایت جامع اور مبسوط شرح ہے اور مؤلف کے خیال
میں اس شرح سے بہتر کوئی شرح نہیں ہے، علامہ موصوف نے ہر حدیث کے ساتھ یہ بھی تحریر
کردیا ہے کہ یہ حدیث کس قسم کی ہے۔

کافی کے مترجمین | بہت سے علماء نے کافی کا دوسری زبانوں میں ترجمہ بھی کیا تاکہ جو لوگ
عربی نہیں جانتے وہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں، اس مقام پر بعض مترجمین کا تذکرہ کرنا
مناسب ہے۔

۱۔ مولانا الشیخ خلیل بن غازی القزوینی۔

انھوں نے کافی کی شرح عربی میں بھی کی ہے جس کا نام شافی ہے، علامہ موصوف
نے کافی کا فارسی میں ترجمہ کیا جس کا نام "الصافی فی شرح الکافی" رکھا۔ ~~سہ ۱۰۶۲~~

اور اس ترجمہ کا سبب یہ ہوا کہ سنہ ۱۰۶۲ھ میں سلطان محمد الملقب بشاہ عباس
الثانی الحسینی الموسوی الصفوی قزوین تشریف لائے۔ اس زمانہ میں علامہ موصوف عربی میں
شافی تحریر فرما رہے تھے، جب شاہ کو یہ معلوم ہوا کہ علامہ شرح کافی لکھ رہے ہیں تو انھوں نے

خواہش کی یہ ترجمہ وشرح کرنے کی فرمائش کی اور علامۂ موصوف نے شافی شرح کی اور غالباً اسی وجہ سے شافی مکمل نہ ہوسکی اور ناتمام رہ گئی۔

علامۂ موصوف نے بیس برس میں کافی کا ترجمہ کیا گویا جتنے دنوں میں کافی تصنیف ہوئی اتنے ہی دنوں میں اس کا ترجمہ بھی ہوا۔

۲۔ حیدرآبادی صاحب

ایک صاحب جو حیدرآباد دکن کے رہنے والے تھے یا وہاں ان کا قیام تھا انھوں نے کافی کے کتاب الکفر والایمان کے کچھ ابواب کا اُردو میں ترجمہ کیا تھا۔ علامہ مولانا ظہور حسین صاحب نے جب کافی کا اُردو ترجمہ شروع کیا تو موصوف نے اپنا ترجمہ بھیجدیا، تقریباً پندرہ برس ہوئے جب میں نے اس کو مولانا کے پاس دیکھا تھا ترجمہ مطلب خیز اور اچھا تھا، افسوس ہے کہ مترجم صاحب کا نام مجھے معلوم نہیں، خدا اُن کو ان کی محنت کا صلہ عنایت کرے۔

۳۔ آیۃ اللہ مولانا السید ظہور حسین ابن السید فرزند علی البارہوی

یہ جلیل القدر اور متبحر عالم تھے، بالخصوص علم کلام اور معقولات میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ کتاب "عرق جنب حرام" اور کتاب "اصالت برارت" اور کتاب الدر المنتظم فی حل الجذر الاصم، علامۂ موصوف کی تصنیفات میں ممتاز کتابیں ہیں، علامۂ موصوف کی اُردو میں بھی تصنیفات ہیں۔ زمانہ؟

علامۂ موصوف نے ــــــ میں اصول کافی کا ترجمہ بھی شروع کیا جس کا نام "اقول الشافی فی حل اصول الکافی" ہے۔

اس ترجمہ کا سبب یہ ہوا کہ جنت مکان نواب حامد علیخاں صاحب بہادر مرحوم

فرمانروائے ریاست عالیہ رامپور نے علامۂ موصوف سے فرمائش کی کہ احادیث کی کتب اربعہ کا اردو میں ترجمہ کردیا جائے تاکہ اس سے اردو داں بھی فائدہ اٹھاسکیں کافی چونکہ کتب اربعہ میں سب سے پہلی کتاب ہے اسلئے علامۂ موصوف نے اس کا ترجمہ شروع کیا اور "کتاب الایمان والکفر" سے ترجمہ کی ابتدا کی جس قدر ابواب کا ترجمہ طبع ہوا ہے اسی قدر ترجمہ بھی ہوا تھا۔ چونکہ درمیان میں نواب صاحب جنت مکان نے یہ فرمائش کردی کہ اردو میں ایک ایسی کتاب لکھ دی جائے جس میں مذہب امامیہ کے کل ضروریات ہوں چنانچہ علامۂ موصوف نے اس کتاب کی تالیف کا سلسلہ شروع فرمایا اور نواب جنت مکان کے نام کی مناسبت سے اس کا نام جَامِعِ حَامِدِی رکھا اور اُسے اٹھارہ حصّوں پر تقسیم کیا۔ اس کے چار حصّے طبع ہوکر شائع ہوگئے، التوحید۔ العدل۔ النبوت (عامّہ) خصائص معاویہ۔
اگرچہ جامع حامدی کی تالیف نہایت مفید تھی مگر اس کا افسوس ہے کہ کافی کا ترجمہ ناتمام رہ گیا، اگر وہ پورا ہوجاتا تو ایک بڑا علمی ذخیرہ اردو میں ہوجاتا۔
ترجمہ جس قدر بھی شائع ہوا ہے وہ بہترین ہے صفحہ کے شروع میں اصل عربی عبارت ہے، اس کے نیچے ذرا جلی قلم سے ترجمہ ہے اس کے بعد ایک لکیر کھینچ کر خفی قلم سے حاشیہ لکھا گیا ہے جو ایک شرح کی حیثیت رکھتا ہے اور نایاب چیز ہے۔
علامۂ موصوف کی وفات ۲۴ر دسمبر ۱۹۳۶ء روز شنبہ وقت عصر بمقام لکھنؤ ہوئی۔ اور جوار مقدس سید الشہدا کربلائے معلی میں دفن ہوئے۔
(۴) مولانا السید یوسف حسین بن حاجی السید مرتضی حسین امروہوی۔
مولانا موصوف نے بھی اصول کافی کا ترجمہ کیا ہے مگر نہایت مختصر، موصوف

کا ترجمہ انجمن یوسفیہ میرٹھ کے ماہوار رسالہ ہادی میں جو مولوی محمد ممتاز حسین صاحب نقوی امروہوی ادیب فاضل، فقیہ فاضل، بدر الافاضل، کی زیر ادارت اور مولانا موصوف کی زیر سرپرستی میرٹھ سے شائع ہوتا تھا اس میں یہ ترجمہ بھی شائع ہوا ہے، چنانچہ رسالہ مذکور کی جلد ا کے نمبر ۶ د ، بابت ماہ اکتوبر و نومبر ۱۹۲۶ء و ۱۱ بابت ماہ مارچ ۱۹۲۷ء میں یہ ترجمہ ہم نے بھی دیکھا ہے۔

موصوف نے "کافی کے دیباچہ" اور کتاب العقل والجہل" کی بعض احادیث کا ترجمہ کیا ہے افسوس ہو کہ یہ ترجمہ بھی مکمل نہ ہو سکا۔

ترجمہ جس قدر بھی شائع ہوا ہے اچھا ہے اور جا بجا ضروری حواشی ہیں، یہ ترجمہ ۱۹۱۳ء میں شائع ہونا شروع ہوا اور مطبع احسن المطابع میرٹھ میں طبع ہوا۔

کافی دو حصوں پر منقسم ہے۔

۱۔ ایک اصول کافی کے نام سے مشہور ہے۔

۲۔ دوسرا فروع کافی کہلاتا ہے۔

کافی کی کتابیں اصول کافی آٹھ کتابوں پر مشتمل ہے اور فروع کافی اٹھائیس کتابوں پر، اور کافی چھتیس کتابوں کے مجموعے کا نام ہے۔

کافی کے ابواب کافی کی کتابوں کے ماتحت مختلف عنوانات قائم کیے گئے ہیں جن کو ابواب سے تعبیر کیا ہے۔ اصول کافی پانچ سو ابواب پر اور فروع کافی ایک ہزار سات سو ستر ابواب پر مشتمل ہے اور پوری کافی میں دو ہزار دو سو ستر ابواب ہیں جن میں ہر باب کے مناسب احادیث کو اس باب کے ماتحت درج کیا ہے۔

کافی کی احادیث اصول کافی میں تین ہزار سات سو تین حدیثیں ہیں اور فروع

۱۱۴۵۷ ۱۵۱۶۰

فروع کافی میں گیارہ ہزار چار سو ستاون، اور کل کافی میں پندرہ ہزار ایک سو ساٹھ احادیث ہیں۔

اس مقام پر ہمنے ایک نقشہ مرتب کرکے منسلک کر دیا ہے جس سے ہر شخص کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ کافی میں کون کونسی کتابیں ہیں اور ہر کتاب کے اندر کس قدر ابواب اور کتنی احادیث ہیں۔

نمبر شمار	نام کتاب	تعداد ابواب	تعداد احادیث	نمبر شمار	نام کتاب	تعداد ابواب	تعداد احادیث
۱	کتاب العقل والجہل	۱	۳۴	۱۲	کتاب الصلوٰۃ	۱۰۳	۹۲۲
۲	کتاب العلم	۲۲	۱۷۵	۱۳	کتاب الزکوٰۃ	۸۹	۵۲۹
۳	کتاب التوحید	۳۵	۲۱۱	۱۴	کتاب الصیام	۸۳	۴۵۳
۴	کتاب الحجۃ	۱۲۹	۱۰۱۹	۱۵	کتاب الحج	۲۳۷	۱۳۰۵
۵	کتاب الکفر والایمان	۲۰۸	۱۶۰۷	۱۶	کتاب الجہاد	۲۶	۱۱۲
۶	کتاب الدعاء	۶۱	۴۱۸	۱۷	کتاب المعیشۃ	۱۵۸	۱۰۶۴
۷	کتاب فضل القرآن	۱۴	۱۲۴	۱۸	کتاب النکاح	۱۹۱	۹۸۶
۸	کتاب العشرہ	۳۰	۱۱۶	۱۹	کتاب العقیقہ	۳۷	۲۱۷
۹	کتاب الطہارۃ	۴۵	۳۲۱	۲۰	کتاب الطلاق	۸۰	۴۹۸
۱۰	کتاب الحیض	۲۵	۹۳	۲۱	کتاب العتق والتدبیر والکتابۃ	۱۹	۱۱۳
۱۱	کتاب الجنائز	۹۷	۵۴۵	۲۲	کتاب الصید	۱۷	۱۱۹

اصول
احادیث ۳۷۰۲
ابواب ۵۰۰
فروع

نمبر شمار	نام کتاب	تعداد ابواب	تعداد احادیث	نمبر شمار	نام کتاب	تعداد ابواب	تعداد احادیث
۲۳۔	کتاب الذبائح	۱۵	۷۴	۳۰۔	کتاب المواریث	۶۶	۳۱۶
۲۴۔	کتاب الاطعمہ	۱۳۴	۷۰۹	۳۱۔	کتاب الحدود	۶۳	۴۲۵
۲۵۔	کتاب الاشربہ	۳۸	۲۶۶	۳۲۔	کتاب الدیات والقصاص	۷۵	۳۶۱
۲۶۔	کتاب الزی والتجمل	۴۶	۴۰۵	۳۳۔	کتاب الشہادات	۲۳	۱۲۱
۲۷۔	کتاب المروۃ	۲۲	۱۴۵	۳۴۔	کتاب القضاء والاحکام	۱۹	۷۷
۲۸۔	کتاب الدواجن	۱۲	۱۰۲	۳۵۔	کتاب الایمان والنذور والکفارات	۱۸	۱۴۲
۲۹۔	کتاب الوصایا	۳۹	۲۴۱	۳۶۔	کتاب الروضہ		۵۹۷
	میزان					[illegible]	[illegible]

کافی کی کتابوں کو ہمنے موجودہ مروجہ نسخوں کی بنا پر تحریر کیا ہے ورنہ کتابوں کی تعداد میں تھوڑا سا اختلاف ہے اسلئے کہ بعض نے دو دو کتابوں کو ایک کتاب شمار کیا ہے مثلاً موجودہ نسخوں میں "کتاب العقل والجہل" اور "کتاب العلم" کو جدا جدا تحریر کیا ہے، اور نجاشی نے بھی اپنی رجال میں کتاب العقل اور کتاب فضل العلم کو دو کتابیں شمار کیا ہے مگر شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے اپنی فہرست میں ان دونوں کو جدا جدا شمار نہیں کیا بلکہ دونوں کو ایک ہی کتاب شمار کیا ہے۔

کتاب کی کمی اور زیادتی کا اثر ابواب یا احادیث پر نہیں پڑتا اس لئے کہ جن لوگوں نے دو کتابوں کو ایک قرار دیا ہے، انھوں نے دونوں کتابوں کے ابواب و احادیث کو ایک ہی کتاب کے اندر مندرج کر دیا ہے، ابو العباس نجاشی اور شیخ الطائفہ نے کافی کی کتابوں

کی تفصیل جو اپنی کتابوں میں فرمائی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	تفصیل کتب مطابق رجال نجاشی۔	تفصیل کتب کافی مطابق فہرست شیخ
۱۔	کتاب العقل	کتاب العقل وفضل العلم۔
۲۔	کتاب فضل العلم	کتاب التوحید۔
۳۔	کتاب التوحید	کتاب الحجۃ۔
۴۔	کتاب الحجۃ	کتاب الایمان والکفر
۵۔	کتاب الایمان والکفر	کتاب الدعاء
۶۔	کتاب الوضوء والحیض	کتاب فضائل القرآن۔
۷۔	کتاب الصلوٰۃ	کتاب الطہارۃ والحیض۔
۸۔	کتاب الصیام	کتاب الصلوٰۃ۔
۹۔	کتاب الزکوٰۃ والصدقہ	کتاب الزکوٰۃ۔
۱۰۔	کتاب النکاح والعقیقۃ	کتاب الصوم
۱۱۔	کتاب الشہادات	کتاب الحج۔
۱۲۔	کتاب الحج	کتاب النکاح
۱۳۔	کتاب الطلاق	کتاب الطلاق
۱۴۔	کتاب العتق	کتاب العتق والتدبیر والمکاتبہ
۱۵۔	کتاب الحدود	کتاب الایمان والنذور والکفارات
۱۶۔	کتاب الدیات	کتاب المعیشۃ۔

نمبر شمار	تفصیل کتب کافی مطابق رجال نجاشی	تفصیل کتب کافی مطابق فہرست شیخ
۱۷۔	کتاب الایمان و النذور و الکفارات	کتاب الشہادات
۱۸۔	کتاب المعیشۃ	کتاب القضایا و الاحکام۔
۱۹۔	کتاب الصید و الذبائح	کتاب الجنائز۔
۲۰۔	کتاب الجنائز	کتاب الوقوف و الصدقات
۲۱۔	کتاب العشرۃ	کتاب الصید و الذبائح
۲۲۔	کتاب الدعاء	کتاب الاطعمہ و الاشربہ
۲۳۔	کتاب الجہاد	کتاب الدواجن و الرواجن
۲۴۔	کتاب فضل القرآن	کتاب الزی و التجمل
۲۵	کتاب الاطعمہ	کتاب الجہاد۔
۲۶۔	کتاب الاشربہ	کتاب الوصایا۔
۲۷۔	کتاب الزی و التجمل	کتاب الفرائض
۲۸۔	کتاب الدواجن و الرواجن۔	کتاب الحدود
۲۹۔	کتاب الوصایا	کتاب الدیات
۳۰۔	کتاب الفرائض	کتاب الروضہ
۳۱۔	کتاب الروضہ۔	

ہم نے تحریر کیا ہے کہ کافی کی احادیث شمار میں پندرہ ہزار ایکسو ساٹھ ہیں مگر
ملا محمد باقر بن الحاجی امیر زین الدین الموسوی الخوانساری نے اپنی کتاب روضات الجنات

فی احوال العلماء والسادات" میں ثقۃ الاسلام کے حالات میں تحریر کیا ہے کہ صاحب لؤلؤۃ البحرین نے ہمارے بعض مشائخ متاخرین سے نقل کیا ہے کہ ——— کافی کی تمام حدیثیں شمار میں سولہ ہزار ایک سو ننانوے ۱۶۱۹۹ ہیں جنکی تفصیل متاخرین کی اصطلاح کی بنا پر حسب ذیل ہے۔

۱	صحیح	پانچ ہزار بہتر	۵۰۷۲
۲	موثق	ایک ہزار ایک سو اٹھارہ	۱۱۱۸
۳	قوی	تین سو دو	۳۰۲ (۲)
۴	ضعیف	نو ہزار چار سو پچاسی	۹۴۸۵
		میزان	۱۵۹۷۷

40% — 60%

صاحب لؤلؤۃ البحرین نے بعض مشائخ متاخرین سے احادیث کافی کی جو تعداد نقل کی ہے وہ ہماری تحریر کردہ تعداد سے زیادہ ہے اور اس اختلاف کا سبب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو احادیث کرر سندوں سے وارد کی گئی ہیں اُن کو ہم نے ایک ہی شمار کیا ہے اور سندوں کی زیادتی کی وجہ سے احادیث کے شمار کو زیادہ نہیں کیا ہے ممکن ہے کہ بعض مشائخ نے احادیث کا شمار کرتے وقت جن حدیثوں کو کئی سندوں سے نقل کیا ہے اُن کو اُنھوں نے چند حدیثیں شمار کر لیا ہو۔

کافی کے مصطلحات

ثقۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے احادیث کی اسناد میں ——— عدۃ من اصحابنا ——— فرمایا ہے ان اصحاب کی اس جماعت سے کون لوگ مراد ہیں ثقۃ الاسلام نے خود ہی اسکی تصریح فرما دی ہے جیسا کہ علامہ ثقۃ الاسلام نے فرمایا کہ جب میں اپنی کتاب کافی میں یہ کہوں کہ

۱۔ عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن عیسیٰ تو جماعت اصحاب سے یہ لوگ مراد ہوں گے۔ (۱) محمد بن یحییٰ العطار۔ (۲) محمد بن موسیٰ الکمندانی۔ (۳) داؤد بن کورہ۔ (۴) احمد بن ادریس (۵) علی بن ابراہیم بن ہاشم۔ اور جب کہوں

۲۔ عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد تو جماعت اصحاب سے یہ لوگ مراد ہوں گے۔ (۱) علی بن ابراہیم بن ہاشم۔ (۲) علی بن محمد بن عبداللہ بن اذینہ۔ (۳) احمد بن عبداللہ بن امیہ۔ (۴) علی بن الحسن۔ اور جب کہوں

۳۔ عدۃ من اصحابنا عن سهل بن زیاد تو جماعت اصحاب سے یہ لوگ مراد ہوں گے۔ (۱) علی بن محمد علان۔ (۲) محمد بن ابی عبداللہ۔ (۳) محمد بن الحسن۔ (۴) محمد بن عقیل الکلینی

لہ جیسے لؤلؤۃ البحرین نے احادیث کافی کا شمار سولہ ہزار ایک سو ننانوے بتایا ہے اگر اسکی تفصیل جوڑی جائے تو اس کا مجموعہ پندرہ ہزار نو سو ستر ہوتا ہے اور دو سو بائیس احادیث کی کمی رہتی ہے۔ ۱۲